باب۔74

آخرت

☆ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ۔

ترجمہ: جاندار کو بے جان میں سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار میں سے اور زمین کو بے آب و گیاہ ہو جانے کے بعد تر و تازہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (حشر کے دن مرنے کے بعد) زندہ کیے جاؤ گے۔ (سورۃ الروم: آیت 19)

☆ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّـهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ۔

ترجمہ: کیا اس شخص نے اللہ پر افترائ پردازی کی ہے یا دیوانہ ہو گیا ہے (اسے جنون ہو گیا ہے)۔۔۔؟ (نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب اور بڑی ہی ضلالت میں گرفتار ہیں۔ (سورۃ سبا: آیت 8)

صاحبو! آخرت کا خوف، اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کا ڈر، اس کی باز پرس اور جواب دہی کا ہونا انسان کو تمام بُری باتوں سے بچاتا ہے۔ دیکھو اپنی بُرائی اور مرنے کو ہمیشہ یاد رکھو، اور اپنی خوبیوں کو بلکہ خود کو، بالکل بھول جانا چاہیے۔ ہمیشہ اپنا خیال اللہ کی طرف رکھو۔ اس کی تسبیح اور حمد میں اپنی عمر گزارو۔ یاد رکھو۔۔! جو پیدا ہوا ہے وہ مرے گا بھی۔ جو جاگ رہا ہے وہ سوئے گا بھی۔ سونے والا دوبارہ بیدار بھی ہوتا ہے۔ ذرا شعلے پر غور کرو کہ وہ ہر آن ہر لحظہ فنا ہوتا جاتا ہے، اور دوسرا تیل شعلہ کی شکل میں آتا جاتا ہے۔ خود اپنے پر بھی غور کرو۔ ہمارا جسم ہر آن ہر لحظہ کچھ سانس سے، کچھ پسینہ سے اور کچھ دوسری اشیا کی صورت میں فنا ہوتا جاتا ہے اور غذا اس کی تکمیل کرتی جاتی ہے۔ یوں جینا مرنا، فنا اور بقا آپس میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو مرنا حق ہے۔ اللہ کا انکار کرنے والے بہت ہیں۔ مگر مرنے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کچھ کرو۔

عام طور سے حشر کا انکار، دربارِ خداوندی میں جوابدہی کا قائل نہ ہونا، اللہ کی بازپرس سے بے فکر ہو جانا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ خوف میں خوف، اللہ کا خوف۔ اچھی بات کو اچھا سمجھ کر کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں جب کہ خوف کی وجہ سے بُرے کام کو چھوڑنے والے، اکثر ہیں۔ پولیس کا خوف یا فوج کا ڈر، تنہائی میں کچھ نہیں رہتا۔ مگر اللہ کا خوف ہی ایسی چیز ہے کہ جو خلوت اور جلوت (private -and-public) سب میں رہتا ہے۔ اسی واسطے قرآن شریف میں جابجا حشر و نشر پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ خدائی بازپرس کا خوف دلایا جاتا ہے۔ ڈرنے اور کام کرنے کی جگہ یہ دنیا ہی ہے۔ دنیا کا عذاب enlarge ہو کر ہی آخرت کا عذاب بنتا ہے۔ جو دنیا کا اندھا ہے وہ آخرت کا بھی اندھا ہے۔ آج جو ہوشیار نہ ہوا وہ کل عذاب سے کیوں کر بچے گا۔ خدا سے غفلت، لعنت ہے۔

صاحبو! جس طرح مادہ، اللہ کے حکم کے بغیر فنا نہیں ہوتا اسی طرح افعال اور ان کے آثار بھی فنا نہیں ہوتے۔ ہاں! صورت بدلتے ہیں۔ حرارت، بجلی میں بدلتی ہے۔ بجلی، آواز بن جاتی ہے۔ آواز سے حرکت پیدا ہوتی ہے۔ مگر ان میں سے کوئی چیز فنا نہیں ہوتی۔ صرف صورتیں بدلتی ہیں۔ ہر شخص کے ساتھ اس کے صفات لگے رہتے ہیں۔ افعال کے آثار ہوتے ہیں۔ اب ذرا غور کرو! ایک شخص نے عمر بھر نیک کام کیے۔ اللہ کو مانا۔ اور بندگانِ خدا کی خدمت کی اور عمر بھر سختی اور تنگی میں گذارا۔ اس کے ساتھ اس کی نیکی رہنا چاہیے۔ اسی طرح بعض ظالم، عیش پرستی میں مبتلا ہیں، لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں، غریبوں کو ایذا دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی بدی رہتی ہے۔ ان کے مظالم ان کے دامن گرفتہ رہتے ہیں۔ بعض دفعہ، دنیا میں نیکوں کو نیکی کی جزا نہیں ملتی اور بدوں کو بدی کی سزا نہیں ہوتی۔ یوں آدمی مر جاتا ہے اور اسے کوئی بدلہ نہیں ملتا۔ لہٰذا ایک دوسرا عالم ہونا چاہیے جس میں نیکوں کو نیکی کا ثواب اور بُروں کو بُرائی کا عذاب ہو۔ چنانچہ ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ انصاف ہو گا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گا۔ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، پھر جو شخص ذرہ بھر نیکی کرے گا (وہ ہرگز ضائع نہیں جائے گی) وہ اس کو دیکھے گا۔ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ، اور جو ذرہ بھر بُرائی کرے گا وہ بھی اپنے عمل کو دیکھے گا، (سورۃ الزلزال: آیت 7 اور 8)۔ دیکھو! عمل اور ردِ عمل برابر ہوتا ہے۔ ہر فعل کے ساتھ اس کا نتیجہ اور ہر کام کے ساتھ اس کا لازمہ لگا رہتا ہے۔ جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ کانٹے بو کر پھولوں کی امید حماقت ہے، جہالت ہے۔ نیز انسان اپنے conscience پر بھی غور کرے۔ اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرے۔ اس کا ضمیر نیک کام کر کے خوش ہوتا ہے، اور بد کام کر کے ڈرتا ہے۔ یہ سب، آئندہ ہونے والے واقعات پر شاہد ہے۔

بعض نادانوں کا خیال ہے کہ جزا، سزا اور آخرت کوئی چیز نہیں۔ کھاؤ، پیو اور مر جاؤ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا ہی میں مرنے کے بعد پھر آنا ہو گا، ظلم و ستم کرو گے تو دنیا ہی میں سزا مل جائے گی۔ جانور کی شکل میں آؤ گے اور جانوروں ہی کی طرح پٹو گے۔ وہ اس کو تناسخ یعنی transmigration کہتے ہیں۔ افسوس یہ لوگ جزا و سزا کو نہیں سمجھتے۔ دیکھو! ایک شخص نے تمام عمر اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذاری دنیا بھر کی تکلیفیں اٹھائیں۔ کیا اس پاک بندے کی جزا، اچھے گھر کا ملنا ہے؟ اچھا کھانا ملنا ہے؟ یا پھر اس کا بادشاہ ہو جانا ہے؟۔۔۔ اول تو آج کل جمہوریت کا زور ہے، بادشاہ کہاں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس طالبِ حق کا اصل مقصود، کدھر ہے؟۔۔۔ وہ تو دنیا کی لذتوں اور اس کے آرام کو ذلیل و حقیر سمجھ کر چھوڑ چکا ہے۔ وہ بادشاہت کو لے کر کیا کرے گا؟ جس کو اس کی ضرورت نہیں، جو اس کا مقصود نہیں، وہ اس کو کیا راحت و آرام پہنچا سکتا ہے؟ رنج و راحت اصل میں روح کی صفت ہے۔ اُس کی روحانی لذت تو دیدارِ الٰہی میں ہے۔ دیدار اور رضائے الٰہی اگر نہ ہو تو اس کے لیے دنیا تو ہیچ تھی ہی، پھر تو ایسی آخرت بھی ہیچ ہے، بے حقیقت ہے۔

صاحبو! ذرا غور کرو تم ہو کیا۔۔۔؟ کیا "تم" کا مخاطب تمھارا جسد یعنی تمھاری body ہے؟ یا تمھاری روح ہے؟ تمھارے جسد کا حال تو یہ ہے کہ سانس لیتے ہو تو اس کے ساتھ کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلتی ہے۔ اس گیس میں کیا ہے؟ جسم کا جلا ہوا مادہ۔ بیت الخلا جاتے ہو تو فضلہ بن کر جسم کا ایک معتد بہ یعنی sufficient حصہ نکل جاتا ہے۔ پسینہ سے بھی کچھ اجزا خارج ہو جاتے ہیں۔ سائنس دانوں کا بیان ہے کہ 7 سے 12 سال میں تو پورا جسم نیا ہو جاتا ہے۔ تم کو، تمھاری روح کو، تمھارے جسد سے ایک تعلق ہے۔ ایک ربط ہے۔ ایک نسبت ہے۔ سب کچھ بدل جاتا ہے مگر وہ نسبت باقی رہتی ہے۔ اس نسبت کے توسط سے روح کو عذاب و ثواب، رنج و راحت پہنچتے ہیں۔ روحِ انسانی جہاں جاتی ہے، جس عالم میں پہنچتی ہے چاہے وہ عالم، عالمِ خواب ہو، عالمِ مثال ہو، عالمِ برزخ ہو، یا عالمِ آخرت ہو، اسی کی مناسبت سے اسے جسم مل جاتا ہے۔ غرض یہ کہ حشر و نشر اور عذاب و ثواب سب جسمانی ہیں۔ اور ایک طرح سے دیکھو تو روحانی بھی۔ کیونکہ جسد، بے ادراک (perception without) اور بے علم ہے۔ علم کا مرکز تو روح ہے۔ اسی کو رنج ہے، اسی کو راحت ہے۔

صاحبو! دین و دنیا کی تباہی کا سب سے بڑا باعث کیا ہے۔۔۔؟ ہمارے خیال میں، مَوت کو بھول جانا اور خدا کی باز پرسی سے غافل رہنا ہے۔ دیکھو! ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے، ایک علت ہوتی ہے۔ اس سے غرض ہوتی ہے۔ کیا دنیا میں جو کچھ ہیں سب کام کے ہیں اور بے کار ہیں تو ایک ہم۔۔۔؟ حالانکہ ہم اشرف المخلوقات ہونے کے مدعی بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو تمھارے لیے پیدا کیا اور تم کو اپنے لیے۔ تم بے کار نہیں ہو۔

تمھارے ذمے بھی کام ہیں۔ تم اشرف ہو، most eminent ہو، بڑے ہو تو تمھارے پیدا کرنے کے اغراض و مقاصد بھی بڑے ہی ہیں۔ تمھارے بھی فرائض ہیں۔ تمھارے ذمے بھی واجبات ہیں۔ ان کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔ عمر بھر خدا کی مرضی کے خلاف کام کرتے رہے تو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ اور اس کو کیا جواب دوگے؟ رعایا، حاکم کی خلاف ورزی کرتی ہے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔ اولاد شرارت کرتی ہے تو اس کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے خلاف کرتے جاؤ گے اور یہ سمجھو گے کہ نہ کوئی نگراں کار ہے نہ مر کر اٹھنا ہے اور نہ خدا کے سامنے جواب دِہی کرنا ہے۔۔۔!

یاد رکھو! مرنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے۔ اس دنیا کی سزائیں، ان حاکموں کی عقوبتیں یعنی punishments چند روزہ ہیں۔ مگر خدا کی سزائیں سخت ہیں، دراز ہیں۔ اس سے بچانے والا کوئی نہیں۔ خدا ہی بچائے تو بچ سکتے ہیں۔ کب تک خوابِ غفلت میں سوتے پڑے رہو گے۔ اٹھو، بیدار ہو اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ذرا سوچو تم نہایت ضعیف اور ناتواں ہو۔ اور اللہ نہایت قوی اور زبردست ہے۔ خدائے جل جلالہٗ کی مخالفت چھوڑو۔ اور اُس اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کی چادرِ رحمت کو اوڑھ لو۔ پھر تو تمھاری دنیا بھی اچھی اور آخرت بھی اچھی۔ اللہ توفیقِ نیک کو ہمارا رفیق بنائے۔ آمین

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 1 صفحہ 6 تا 8 پارہ 7 صفحہ 57 تا 59 پارہ 15 صفحہ 35 پارہ 17 صفحہ 61 پارہ 18 صفحہ 14 پارہ 21 صفحہ 22، 23، 70، 71، 76، 77 پارہ 22 صفحہ 40، 41 اور پارہ 30 صفحہ 2، 3، 162، 168، 169}

Siddiqui Publications